ENEH49

۲۔ باغِ نخلہ کے مسافرؐ پر سلام

سلیم شہزاد

پہلی بات : آپ جانتے ہیں کہ ہر نظم کی ایک خاص ہیئت ہوتی ہے، اس کے تمام مصرعے ایک خاص آہنگ کی وجہ سے ایک دوسرے کے برابر ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر نظم 'زمینِ کرب و بلا' کو دیکھیے۔ اس نظم کا ہر ٹکڑا (بند) چھ چھ مصرعوں اور مخصوص قافیوں والا ہے۔ یہ بات ذیل کی نظم کی ہیئت میں نہیں ملتی۔ اس کے بہت سے مصرعے چھوٹے بڑے ہیں۔ جس نظم کا ایک خاص آہنگ اور لے ہو لیکن جس کے مصرعے برابر کے نہ ہوں، اسے آزاد نظم کہتے ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے اپنا نبی بنا کر بھیجا۔ اعلانِ نبوت کے فوراً بعد آپؐ نے لوگوں تک اللہ کا پیغام پہنچانے کا کام شروع کر دیا۔ اپنے رشتے دار، شہر والے اور پھر دیگر بستیوں کے لوگوں کو آپؐ نے اسلام کی دعوت دی۔ حضورؐ نے اسی سلسلے میں طائف کا سفر اختیار کیا۔ وہاں کے لوگوں اور مشرکوں نے آپؐ کی مخالفت کی اور آوارہ لڑکوں کو آپؐ کے پیچھے لگا دیا جنھوں نے پتھر مار مار کر آپؐ کو لہولہان کر دیا۔ وہ آپؐ کی زندگی کا سخت ترین دن تھا۔ اسی واقعے کو شاعر نے ذیل کی نعت میں بیان کیا ہے جو آزاد نظم کی ہیئت میں ہے۔

حضرت محمد ﷺ کی تعریف و توصیف میں کہی جانے والی نظم کو نعت کہتے ہیں۔ نعت میں آپؐ کی سیرت کے واقعات بھی بیان کیے جاتے ہیں مثلاً آپؐ کی ولادت کا بیان کرنے والی نعت مولود نامہ کہلاتی ہے۔ معراج کے واقعے پر لکھی گئی نعت معراج نامہ، آپؐ کی صفتِ نور پر لکھی گئی نعت نور نامہ اور آپؐ کے وصال پر لکھی ہوئی نعت وفات نامہ کہلاتی ہے۔ ان کے علاوہ آپؐ کی ذات کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ بھی نعت میں کیا جاتا ہے۔ نعت گوئی کی روایت حضرت محمد ﷺ کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ رسول اللہؐ کے صحابی حضرت حسانؓ بن ثابت عربی کے مشہور نعت گو شاعر ہوئے ہیں۔ بوصیری کا نعتیہ قصیدہ 'قصیدۂ بُردہ' بھی عربی کے نعتیہ ادب میں نہایت اہم ہے۔ اُردو میں محسنؔ کاکوروی، حالیؔ، احمد رضا خاں بریلویؒ وغیرہ کی نعتیہ تخلیقات کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔

جان پہچان : سلیم شہزاد یکم جون ۱۹۴۹ء کو دھولیہ (مہاراشٹر) میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے مالیگاؤں میں تعلیم حاصل کی اور درس و تدریس کا پیشہ اختیار کیا۔ اُردو اور انگریزی ادب کی تمام اصناف پر ان کی گہری نظر ہے۔ تنقیدی کتابوں کے علاوہ انھوں نے لغات اور اُردو قواعد پر بھی کتابیں لکھیں۔ 'فرہنگِ ادبیات، دعا : پر منتشر، جیم سے جملے تک، ویرگاتھا' وغیرہ ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ ان کا شمار جدید شعرا میں ہوتا ہے۔ انھوں نے آزاد نظم میں تجربات کیے ہیں۔ ان کی نظموں کی شعری لفظیات عربی فارسی ترکیبوں سے ایک خاص اسلوب بناتی ہے۔

وہ اندھیروں میں اُجالے بانٹنے نکلا
تو مسموم آندھیاں
اس کے چراغِ شمس آسا کو بجھانے کے لیے گرداں ہوئیں
مجنون و کاہن کہہ کے اس کے علمِ ربانی کو
اس کے وسوسوں کا روپ جانا
وہ تو تشکیک و گمان و وہم سے آزاد تھا
لیکن چہار اطراف مسموم آندھیاں
وہم و گماں کے بیج بوتے پھر رہی تھیں

شہر، قریہ، کوچہ، کوئی گھر نہ ان سے بچ سکا
اور اب یہ طائف ہے جہاں آوارہ لڑکے
صدقِ پیغمبرؐ پہ برساتے ہیں پتھر
پھول سے پیکر پہ برساتے ہیں پتھر دھوپ میں
لوگ پتھر ہوگئے ، پتھر اٹھا کر دھوپ میں
خون میں اپنے نہایا سر سے لے کر پاؤں تک
جل اُٹھا سرخی سے سارا ریت منظر دھوپ میں
بھر گئے نعلینِ گردوں قدر دونوں خون سے
اور کتنے زخم کھائے جسمِ اطہر دھوپ میں
وہ اندھیروں میں اُجالے بانٹنے نکلا مگر
ان اندھیروں نے اٹھا رکھا ہو جو سر دھوپ میں
جب فرشتہ
کوہِ طائف کو ستمگارانِ طائف پر گرانے کے لیے تیار تھا
تو وہ جو تھا آزادِ تشکیک وگماں سے، بن گیا
اہلِ طائف کے لیے رحمت کی چادر دھوپ میں
اے کہ جس نے باغِ نخلہ کو بنایا گھر، سلام
باغِ نخلہ کے مسافرؐ پر سلام
ہے اندھیروں میں اُجالا تیرا نام
شہرِ ظلمت میں ہمارے، روشنی کرتا رہے تیرا کلام

خلاصہ : اس نعتیہ نظم میں بتایا گیا ہے کہ رسولِ اکرمؐ اسلام کی تبلیغ کے لیے طائف تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں نے آپؐ کی باتیں نہیں سنیں اور انھوں نے آوارہ لڑکوں سے کہا کہ آپؐ کو بستی سے نکال دیں۔ اس وقت سخت دھوپ کا عالم تھا اور ہر طرف گرم ریت پھیلی ہوئی تھی۔ لڑکوں نے آپؐ پر اتنے پتھر برسائے کہ جسم سے بہتا ہوا خون آپؐ کی جوتیوں میں جم گیا۔ طائف سے باہر آپؐ قریب کے ایک باغ میں آرام کرنے کے لیے رُک گئے۔ اس باغ کا نام نخلہ تھا۔ یہاں اللہ کے حکم سے پہاڑوں کے فرشتے نے آپؐ کے سامنے آ کر کہا کہ حضور حکم دیں تو طائف کو پہاڑوں کے بیچ دبا دیا جائے۔ رسولِ اکرمؐ نے فرشتے کو ایسا کرنے سے روکا اور اپنے عظیم اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج یہ لوگ میری بات نہیں مانتے لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کی اولاد اللہ پر ایمان لائے گی۔ شاعر نے نظم کی آخری سطروں میں رسولِ اکرمؐ پر سلام بھیجا ہے اور دعا کی ہے کہ آپؐ کے کلام کی روشنی سے سارا عالم جگمگاتا رہے۔
(آپؐ کے لیے نظم میں جہاں جہاں ضمائر استعمال ہوئے ہیں وہاں 'صلی اللہ علیہ وسلم' پڑھا جائے۔)

معانی و اشارات

مسموم آندھیاں	-	زہر بھری آندھیاں مراد سخت پریشانیاں
چراغِ شمس آسا	-	سورج جیسا روشن چراغ
تشکیک	-	شک و شبہ
گرداں ہونا	-	گردش کرنا، گھومنا
علمِ ربانی	-	اللہ کی طرف سے دیا ہوا علم
صدق پیغمبر	-	سچائی کے پیغمبر مراد رسولِ اکرمؐ
ریت منظر	-	منظر جس میں ہر طرف ریت نظر آئے
نعلینِ گردوں قدر	-	رسولِ اکرمؐ کی آسمان جیسی عظمت رکھنے والی جوتیاں
جسمِ اطہر	-	(رسولِ اکرمؐ کا) پاک جسم
ستمگارانِ طائف	-	طائف کے ظالم لوگ

مشقی سرگرمیاں

✻ نظم کے حوالے سے ذیل کی سرگرمیوں کو ہدایات کے مطابق مکمل کیجیے۔

۱۔ نظم کی صنف کا نام لکھیے۔
۲۔ نظم کی ہیئت کا نام لکھیے۔
۳۔ نظم میں آنے والے دو ردیف اور قافیے لکھیے۔
۴۔ نظم کے واقعے کو مختصراً اپنے الفاظ میں بیان کیجیے۔
۵۔ نظم کی تمہید اور اختتام پر اپنی رائے دیجیے۔
۶۔ 'ؐ' اِس نشان سے مراد مکمل فقرہ معنی کے ساتھ لکھیے۔
۷۔ ذیل کی ترکیبیں جن کے لیے استعمال کی گئی ہیں، ان کے نام لکھیے:
چراغِ شمس آسا ، صدق پیغمبر ، پھول سا پیکر
۸۔ 'لوگ پتھر ہوگئے، پتھر اُٹھا کر دھوپ میں'
مصرعے کی شعری صنعت کا نام لکھیے۔
۹۔ نظم سے اپنی پسند کے شعر یا مصرعے کی تشریح کرکے پسندیدگی کی وجہ لکھیے۔
۱۰۔ درج ذیل الفاظ میں سے ایسے الفاظ نقل کیجیے جو نظم میں شامل نہیں ہیں:
مسموم، معصوم، کوائف، طائف، تشقیق، تشکیک، نعلین، مابین، پیمبر، پیغمبر
۱۱۔ 'شہرِ ظلمت میں ہمارے، روشنی کرتا رہے تیرا کلام'
مصرعے کے خط کشیدہ الفاظ کے مرادی معنی تحریر کیجیے۔
۱۲۔ نظم سے نمایاں ہونے والی آپؐ کی صفت لکھیے۔
۱۳۔ نعت سے واوِ عطف کی مثالیں تلاش کرکے لکھیے۔

صنعتِ تضاد

ذیل کے یہ مصرعے پڑھیے:
'رات اور دن ہیں پروئے ہوئے موتی کی طرح'
'وہ اندھیروں میں اُجالے بانٹنے نکلا'
'عجب ہیں یہ اسرارِ وصل و جدائی'
ان مصرعوں میں 'رات - دن/ اندھیرے - اُجالے/ وصل - جدائی' الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جب مصرعے یا شعر میں ایسے متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں تو اس صنعت کو '**تضاد**' کہتے ہیں۔

✻ حمد اور نعت سے تضاد کی دوسری مثالیں تلاش کرکے لکھیے۔